زادُ الأبرارِ

فِی مَناقِبِ أئمّۃِ اَھلِ البیتِ الأطہارِ رضی اللہ عنہم

(فِی ضَوءِ کشفِ المحجوبِ)

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

AUQAF DEPARTMENT

مرکز معارفِ اولیاء

دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب، لاہور

جملہ حقوق بحق محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب محفوظ ہیں

نام کتاب	:	زَادُ الْاَبْرَارِ فِیْ مَنَاقِبِ أَئِمَّةِ اَهْلِ الْبَيْتِ الْأَطْهَار رضی اللہ عنہم (فِیْ ضَوْءِ کَشْفِ الْمَحْجُوْبِ)
باہتمام	:	ڈاکٹر طاہر رضا بخاری ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور اوقاف پنجاب
نگران	:	مشتاق احمد، ریسرچ فیلو مرکز معارفِ اولیاء، داتا دربار لاہور
ایڈیشن	:	اوّل (محرم الحرام ۱۴۳۹ھ/ستمبر 2017ء)
تعداد	:	ایک ہزار
پتہ	:	مرکز معارفِ اولیاء داتا دربار کمپلیکس، لاہور 042-37113464
پریس	:	مدینہ پرنٹنگ پریس، فیصل آباد

حُسنِ ترتیب:

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۔	حرفِ محبت	۵
❁	﴿باب اوّل﴾: فضائل ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم، کشف المحجوب کی روشنی میں	۷
۲۔	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم	۹
۳۔	امام حسن سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ	۱۱
۴۔	امام حسین سیّد الشہداء رضی اللہ عنہ	۱۴
۵۔	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۱۶
۶۔	حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ	۲۲
۷۔	حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۲۴
❁	﴿باب دوم﴾: ﴿مقالات﴾	۲۷
۱۔	☆ تذکرۂ حضرت مولیٰ علی علیہ السلام، دَر کشف المحجوب (صاحبزادہ محمد محبّ اللہ نوری)	۲۹

۲۔	☆ سالارِ قافلۂ تصوف حضرت امام حسن علیہ السلام، **کشف المحجوب** کی روشنی میں (ڈاکٹر ضیاء المصطفٰے قصوری)	۹۷
۳۔	☆ مقامِ سیّد الشہداء امام حسین علیہ السلام، **کشف المحجوب** کی روشنی میں (مشتاق احمد)	۱۱۳
۴۔	☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، سیّد علی ہجویریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں (عمرانہ شہزادی)	۱۳۱
۵۔	☆ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، **کشف المحجوب** کی روشنی میں (ڈاکٹر کنور سلطان احمد)	۱۴۷
۶۔	☆ خصائص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، **کشف المحجوب** کی روشنی میں (مفتی محمد رمضان سیالوی)	۱۶۹
۷۔	☆ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمٰی کے اسرار و رموز (ڈاکٹر ظہور احمد اظہر)	۱۷۷
۸۔	☆ آئمہ اہل بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کی خدماتِ حدیث (ڈاکٹر محمد سلطان شاہ)	۱۸۵
۹۔	☆ **دراسة فنية لقصيدة الفرزدق في مدح الإمام زين العابدين عليه السلام** (د/الحافظ افتخار احمد خان)	۲۱۹

حرفِ محبت!

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری
ڈائریکٹر جنرل اوقاف پنجاب

مرکزِ تجلّیات، منبع فیوض و برکات الشیخ السیّد علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ سے محبت اور آپؒ کے آستانِ فیض سے عقیدت وارادت "تحقیق وتدوین" کے لیے مختلف عنوانات کی عطائیگی کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ **کشف المحجوب** اپنے موضوعاتی تنوّع کے اعتبار سے اس قدر جامع اور بسیط ہے کہ اس سے روشنی اور راہنمائی کے دَر وَا ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ **کشف المحجوب** کے مندرجات کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ مقصدِ تحریر یہ ہے کہ: "مرادِ طریقت" کے متعلقات کو کھولا جائے۔ مقدمۂ کتاب، فقر، تصوّف، مرقعہ پوشی اور ملامت وغیرہ کی بحث کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ نے آئمہ تصوّف کے "طبقۂ اوّل" میں صحابہ کرام اور اہل بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب، **کشف المحجوب** میں مذکور انہی اکابرینِ اُمّت کے احوال وافکار سے مزیّن ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ **کشف المحجوب** میں، صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر شروع کرتے ہیں۔۔۔ تو یوں لگتا ہے کہ اُن کا قلم فرطِ عقیدت ومحبت سے جُھکا جا رہا ہے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس قدر عظمت وسربلندی کے باوجود۔۔۔ آپؓ کی زبان پر یہ کلمات جاری رہتے:

"دَارُنَا فَانِیَةٌ وَّاَحوَالُنَا عَارِیَةٌ وَّاَنفَاسُنَا مَحدُودَةٌ وَّکَسلُنَا مَوجُودَةٌ"۔

"ہم فنا ہوجانے والے گھر کے باسی ہیں اور ہمارے حالات ایسے ہیں جیسے مستعار لیے ہوئے ہوں، ہمارے گنتی کے سانس ہیں اور ہماری سُستی بدستور موجود ہے"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسی قول کی شرح، عقلی دلیل سے یوں فرماتے ہیں:

"جو چیز عاریۃً آئے وہ ضرور واپس جائے گی اور جو چیز گزرنے والی اور فانی ہے وہ کبھی رہ نہیں سکتی، اور جو گنتی سے ملے وہ ضرور ختم ہوگی"۔

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ علیہ کا پیرایۂ اظہار، شدتِ محبت سے سرشار نظر آتا ہے۔"**باب فی ذکر أئمتهم من أهل البيت**" میں سیّدنا حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین، حضرت امام ابوجعفر محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کا تذکرہ انتہائی جمیل اور بلیغ انداز میں کیا گیا ہے۔ بالخصوص حضرت زین العابدینؓ کے مبارک تذکرہ میں ہشام بن عبدالملک کے اُس واقعہ کا بھی آپؒ نے ذکر کیا ہے، جب وہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ بیت اللہ کے حج کے لیے گیا۔ استلامِ حجرِ اسود کے وقت، ہجوم کے باعث اُسے دِقّت کا سامنا ہوا۔ اتنے میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صحن کعبہ میں تشریف لے آئے، رُوئے انور سے چاندی کی مانند روشنی پھیل رہی تھی، رُخسار مبارک نورِ تاباں کا مظہر اور لباس کی عطر بیزی سے راستہ مہک رہا تھا۔ آپؓ نے طواف فرمایا اور پھر استلامِ حجرِ اسود کے لیے بڑھے تو لوگوں نے آپؓ کو تشریف لاتے دیکھ کر فی الفور تعظیماً راستہ چھوڑ کر، دیدہ و دل فرشِ راہ کر دیا۔ آپؓ بہ آسانی حجرِ اسود کے بوسہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ہشام اور اس کے گرد موجود شامی مبہوت ہو کر یہ دلکش اور محبت بھرا منظر دیکھ رہے تھے۔ کسی نے پوچھا: یہ کون ہے؟۔۔۔ ہشام جانتے ہوئے بھی انجان بن گیا اور خجالت کے عالم میں بولا: "مَیں نہیں جانتا یہ کون ہے"۔ اتفاقاً عرب کا مشہور شاعر فرزدق وہاں کھڑا تھا، کہنے لگا: "ہشام! تو نہ جانتا ہو۔۔۔ مگر مَیں انہیں خوب جانتا ہوں"۔ شامیوں نے کہا: اے ابوالفراس، بتا! یہ کون ہے؟۔۔۔ اس پر فرزدق نے برجستہ وہ لامیہ قصیدہ کہا، جو عربی ادب کے ماتھے کا جھومر ہے، جس کا مطلع ہے:

هٰذَا الَّذِیْ تَعرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطَاتَه‘   وَالْبَیْتُ یَعْرِفُه‘ وَالْحِلُّ وَالْحَرَم‘

"یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی چاپ کو سرزمین بطحاء پہچانتی ہے اور بیت اللہ اور حِلّ و حرم ان سے واقف ہیں"

زیرِ نظر علمی مجموعہ "**زَادُ الْاَبْرَارِ فِیْ مَنَاقِبِ أَئِمَّةِ اَهْلِ الْبَيْتِ الْأَطْهَارِ** رضی اللہ عنہم (فِیْ ضَوْءِ کَشْفِ الْمَحْجُوْبِ)" آئمہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انہیں پاکیزہ تذکروں سے مزیّن ہے، جن کو بطورِ خاص **کشف المحجوب** سے "کشید" کیا گیا ہے۔ وطنِ عزیز کے وہ معروف صاحبانِ فکر و فن، لائقِ تحسین و قابلِ مبارکباد ہیں، جن کے گراں قدر مقالات اس خوبصورت علمی مجموعہ کی زینت بنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے معمور فرمائے اور ہمارے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے۔

امین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیه وآله وبارك وسلم !

باب اوّل:

فضائلِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

کشف المحجوب سے اقتباسات

اہلِ بیتِ کرام رضی اللہ عنہم

اہلِ بیتِ سرورِ عالم ﷺ وہ پاک ہستیاں ہیں کہ ان کے لیے پاکی اَزلی ان کی ذات کے واسطے مخصوص ہے اور ان میں ہر ایک طریقت میں کامل اور مشائخ طریقت کے امام ہیں۔ عام اس سے کہ عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے۔ مَیں (حضرت سیّد علی ہجویری علیہ الرحمۃ) ان کے ایک گروہ کا کچھ بیان کرتا ہوں۔

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم:

انہی میں برادرِ مصطفٰے ﷺ، غریق بحرِ بلا، حریق نارِ ولا، مقتداء اولیاء و اَصفیا ابوالحسن علی بن ابی طالب شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان کی شان جادۂ طریقت میں بڑی ارفع و اعلیٰ ہے اور بیانِ حقیقت میں ان کی باریک بینی بہت بلند ہے، آپ کا اصولِ حقائق میں خاص حصہ تھا، حتیٰ کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اُن کی شان میں فرماتے ہیں:

شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَالْبَلَاءِ عَلِیٌّ نِ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ.

"یعنی اصول عشق و محبت اور راضی برضاءِ الٰہی کے ماہر ہمارے شیخ و امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔"

گویا صاف فرما رہے ہیں کہ علمِ معاملاتِ طریقت میں ہمارے امام حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں، اور اصول اصطلاحِ صوفیاء میں علمِ تصوف اور طریقت کو کہتے ہیں اور طریقت میں عمل خاص جو ہے وہ بلاؤں کو برداشت کرنا ہے۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوا کہ یا امیر المومنین! مجھے ہدایت فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلَنَّ اَکْبَرَ شُغْلِکَ بِأَھْلِکَ وَ وَلَدِکَ فَاِنْ یَّکُنْ أَھْلُکَ وَ وَلَدُکَ مِنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَوْلِیَاءَہٗ فَاِنْ

كَانُوا أَعْدَاءَ اللّٰهِ فَمَا هَمُّکَ وَ شُغْلُکَ لِأَعْدَاءِ اللّٰهِ سُبْحَانَه

''یاد رکھو! مشغولیت کو بیوی بچوں میں اہمیت کے ساتھ نہ رجوع کرنا، اس لیے کہ اگر وہ اولیاءاللہ سے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو خراب اور ضائع نہیں فرماتا اور اگر دشمنِ خدا ہوئے تو دشمنانِ خدا کے لیے غمخواری و ہمدردی کیوں ہو!!''

یہ مسئلہ انقطاع ماسویٰ اللہ سے متعلق ہے۔ اس لیے کہ اللہ جس طرح چاہے اپنے بندوں کو رکھتا ہے۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر کو سخت تنگ حالت میں چھوڑ دیا اور سپردِ خدا کر دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت حاجرہ کو اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ہمراہ لے جا کر انہیں جنگل میں چھوڑا جہاں زراعت وغیرہ بھی نہ تھی۔ ﴿بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ﴾ (۱) جس کی شان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے اور خدا کے سپرد کر دیا اور ان میں اپنے آپ کو مشغول نہ کیا اور اپنا دل اپنے ربِ حقیقی کی طرف رجوع کر لیا۔ حتیٰ کہ ان دونوں کی مراد دو جہاں میں پوری ہوئی۔ بآنکہ بظاہر انہیں اپنے بحالت نامرادی میں چھوڑا گیا تھا مگر وہ اپنے سب کام اپنے رب عز وجل کے سپرد کیے ہوئے تھے۔

اسی قسم کی بات وہ ہے جو حضرت علیؓ نے ایک پوچھنے والے کو فرمائی، جبکہ آپؓ سے اس نے سوال کیا کہ پاکیزہ ترین عمل کیا ہے؟۔۔۔فرمایا:

غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ.

''اللہ تعالیٰ کے تقرب کے ساتھ دل کا ہر شے سے مستغنی ہو جانا۔''

حتیٰ کہ دنیا کے نہ ہونے سے فقیر نہ ہو اور مال کی کثرت کی وجہ میں مسرور نہ ہو۔ اس قول کی حقیقت اسی فقر و صفوت کی طرف جاتی ہے جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

تو اہلِ طریقت حضرت شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی پیروی حقائقِ عبارات و دقائقِ اشارات میں کرتے ہیں اور تجریدِ علومِ دنیا و آخرت سے حاصل کرنے اور نظارۂ تقدیرِ حق میں رہنا بھی انہیں کی اطاعت کے ماتحت ہے اور لطائفِ کلام میں آپؓ کے مضامین اس قدر ہیں کہ ان کی گنتی نہیں ہو سکتی اور اس کتاب میں میرا رویہ اختصار پر ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ؎

۱۔ سورۂ ابراہیم:۳۷

فَــمَــــا وَجَبَـــتْ عَــلَـــيَّ مَــزَكٰــاةٌ
وَ هَــلْ يَــجِــبُ الــزَّكٰــوعَــلَــى الْــجَــوَّادِ

''مجھ پرزکوٰۃ واجب نہیں اور بخشش کرنے والے سخی پرزکوٰۃ کیا واجب ہو''۔

حضرت امام حسن سید الشہداء رضی اللہ عنہ:

ان میں سے جگر بندِ مصطفےٰ و ریحانِ دلِ مرتضیٰ، قرۃ العینِ زہراؑ، ابومحمد حسن بن علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان کو طریقت میں نظرِ کامل عطا ہوئی اور تصوف کے مسائل حل کرنے اور اس کے دقائق بیان فرمانے میں آپ کو بڑا حصہ ملا ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

''عَلَيْكُمْ بِحِفْظِ السَّرَائِرِ فَإِنَّ اللّٰهَ مُطَّلِعٌ عَلَى الضَّمَائِرِ .''

''تمہیں اپنی اندرونی اَسرار کا محفوظ رکھنا لازمی ہے، اس لیے کہ اللہ ضمیروں کے حال کا جاننے والا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو حکم ہے کہ راز کے معاملات پر نگاہ رکھے اور اس کی محافظت ہمیشہ کرتا رہے، تو رازِ الٰہیہ کا نگاہ رکھنا عدم التفات کی بالاغیار کو مستلزم ہے، اور اظہارِ راز کی محافظت کرنا مخالفت جبار کو مستلزم ہے۔

کہتے ہیں کہ جب قدریوں نے غلبہ پایا اور مذہبِ معتزلہ (یعنی منکرین عالم بطون) جہان میں پھیلا تو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت مولاءِ کائنات، شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ بھیجا، جس پر یہ مرقوم تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ و قُرَّةَ عَيْنَيْهِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ. أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكُمْ مَعَاشِرُ بَنِيْ هَاشِمٍ كَالْفُلْكِ الْجَارِيَةِ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ وَّ مَصَابِيْحُ الدُّجٰى وَاَعْلَامُ الْهُدٰى وَالْأَئِمَّةُ الْقَادَةُ الَّذِيْنَ مَنْ تَبِعَهُمْ نَجَا كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ الْمَشْحُوْنَةِ الَّتِيْ يَئُوْلُ اِلَيْهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَ يَنْجُوْا فِيْهَا الْمُسْتَمْسِكُوْنَ فَمَا قَوْلُكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عِنْدَ حَيْرَتِنَا فِي الْقَدْرِ وَاخْتِلَافِنَا فِي

الْاِسْتِطَاعَةِ لِتَعَلُّمِنَا بِمَا تَاَكَّدَ عَلَيْهِ رَأْيُکَ فَاِنَّکُمْ ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ بِعِلْمِ اللّٰهِ عُلِّمْتُمْ وَهُوَ الشَّاهِدُ عَلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ عَلَى النَّاسِ . وَالسَّلَامُ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''سلام ہو آپ پر اے فرزندِ سرورِ عالم اور نورِ چشمِ رسول! اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر ہمیشہ رہیں۔

آپ لوگ بنی ہاشم مثل ہمارے لیے ایسے کشتی کے ہیں جو موجزن دریا متلاطم میں چل رہی ہو، اور آپ وہ ستارے ہیں کہ جو ان کی پیروی اور راہنمائی کے مطابق چلا، اس کو اس میں امن مل گئی اور جو آپ لوگوں کی پیروی کر لے گا، نجات پائے گا، جس طرح کشتی نوح علیہ السلام کے پیرو نجات پا گئے اور مومن ہو گئے۔ فرمایئے! آپ کا کیا ارشاد ہے، اے ابن رسول ﷺ! ہمارے اس تحیّر میں جو قدریوں کی وجہ سے پیدا ہوا اور وہ اختلاف جو اپنی معلومات کے ماتحت پیدا ہو گیا ہے، تا کہ ہم سمجھ سکیں کہ اس وقت آپ کا مسلک کیا ہے۔ اس لیے کہ آپ اہلِ بیتِ نبی اکرم ﷺ سے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کا علم تعلیمِ الٰہی سے منقطع نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ ذات پاک آپ کی نگہداشت و محافظت میں ہے اور آپ مخلوقات کے محافظ ہیں اور اُن کے گواہ۔۔۔ والسلام۔''

جب یہ نامہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ملا، آپ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو یہ جواب ارقام فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَمَّا بَعدُ. فَقَدْ اَتٰى اِلَيَّ كِتَابُكَ عِنْدَ حَيْرَتِكَ وَحَيْرَةِ مَنْ زَعَمْتَ مِنْ اُمَّتِنَا وَالَّذِيْ عَلَيْهِ رَأْيِيْ اِنَّ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ حَمَلَ الْمَعَاصِيْ عَلَى اللّٰهِ فَقَدْ فَجَرَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُطَاعُ بِاِكْرَاهٍ وَّلَا يُعْصٰي لِغَلَبَةٍ وَ لَا يُمْهِلُ الْعِبَادَ فِيْ مِلْكِهٖ لٰكِنَّهُ الْمَالِكُ لِمَا مَلَّكَهُمْ وَ الْقَادِرُ عَلٰى مَا عَلَيْهِ مَا قَدَّرَهُمْ فَاِنِ

ایْتَمَرُوْا بِالطَّاعَةِ لَمْ یَکُنْ صَادًّا وَلَاھُمْ عَنْھَا مُثَبِّطًا وَاِنْ اَتَوْا بِالْمَعْصِیَةِ وَ شَاءَ اَنْ یَّمُنَّ عَلَیْھِمْ فَیَحُوْلُ بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَھَا فَعَلَ وَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ ھُوَ حَمَلَھُمْ عَلَیْنَا اِجْبَارًا وَّلَا اَلْزَمَ اِکْرَاھًا بِاحْتِجَاجِہٖ عَلَیْھِمْ اِنْ عَرَفَھُمْ وَ مَکَّنَھُمْ وَ جَعَلَ لَھُمُ السَّبِیْلَ اِلٰی اَخْذِ مَادَ عَاھُمْ اِلَیْہِ وَ تَرْکُ مَانَھَاھُمْ عَنْہُ وَ لِلّٰہِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ وَالسَّلَامُ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

''آپ کی کتاب یعنی تحریر ہمیں ملی۔ اس میں جو آپ نے اپنی حیرت کے متعلق لکھا ہے اور جو ہماری اُمت کے متعلق مسئلۂ قدر میں لکھا ہے اور اس کی بابت ہماری رائے مستقیم یہ ہے کہ جو شخص قدرِ خیر وشر من اللہ پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور جو اپنے افعال معصیت کو خدائے جلّ مجدہٗ کی مشیت کی طرف منتسب کرے وہ فاجر، یعنی انکارِ قدر و تقدیر کرنا مذہبِ قدریہ ہے اور اپنے بُرے افعال اور گناہوں کو مشیتِ الٰہیہ کی طرف منسوب کرنا مذہبِ جبریہ ہے۔ اس لیے کہ بندہ کو مختار کیا گیا ہے۔ اس کے افعال اور اکتساب میں اُس کی استطاعت وقوت کی حد تک اور یہ اختیار منجانب اللہ عطا ہوا ہے اور ہمارا دین قدر و جبر کے درمیان ہے اور میری مراد اس نامہ میں جو کچھ میں نے ظاہر کی ہے، اس سے زائد ایک کلمہ نہیں ہے۔''

لیکن کچھ اور الفاظ اس لیے لکھتا ہوں تا کہ مضمون زیادہ واضح اور فصیح ہو جائے، اس لیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حقائق اور اصول علم میں اتنے بلند درجہ پر تھے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اُن کی طرف علوم میں بہت مبالغہ کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے اور حکایتوں میں مَیں نے دیکھا ہے کہ جنگل سے ایک اعرابی آیا اور حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اُس وقت کوفہ میں ایک مکان کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ اس نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے سب وشتم کے ساتھ مکالمہ شروع کر دیا اور اتنا بڑھا کہ آپ کے آباء واجداد کرام کی شان میں بھی بکنے لگا، حضرت امامؓ نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اُسے فرمایا کہ میاں اعرابی! تم مجھے بھوکے معلوم ہوتے ہو یا پیاسے یا تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہوئی

ہے۔اس نے جواب میں اور سخت کلام شروع کر دی۔حتیٰ کہ بکنے لگا: تم ایسے، تمہاری والدہ ایسی، تمہارے باپ ایسے۔

امام الشہداء رضی اللہ عنہ نے خادم کو حکم دیا کہ چاندی کا کوزہ اندر سے لائے، وہ لایا۔ آپؓ نے وہ کوزہ نقری اسے عطا فرمایا اور کہا میاں معاف کرو، اس وقت ہمارے پاس یہی تھا ورنہ اور کچھ خدمت بھی کرنے میں دریغ نہ تھا۔ اعرابی نے جب یہ الفاظ سنے اور جب یہ سخاوت دیکھی تو پکار اٹھا:

اَشْهَدُ اَنَّكَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ.

''میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

اور میں صرف آپ کے حلم و کظم غیظ کے تجربہ کے لیے آیا تھا اور یہ صفت محققان مشائخ کی ہے کہ مدح و ذم خلائق ان کے نزدیک یکساں ہوتی ہے اور وہ لوگ کسی کلمہ سخت و سست سے اپنی حالت متغیر نہیں کرتے۔

ایک مرد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر آیا اور سوال کیا۔ اے ابن رسول اللہ! چار سو درہم مجھ پر قرض ہیں۔ حضرت امامؓ نے چار سو درہم اُسے عنایت فرما دیئے اور گھر میں روتے ہوئے تشریف لے گئے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا: میں نے اس سائل سے دریافت کرنے میں غلطی کی جس کی وجہ سے اسے سوال کرنا پڑا۔

حضرت امام حسین سیدُ الشہداء رضی اللہ عنہ:

انہیں میں سے شمع آل محمد، از علائقِ خلائق مجرد، سید زمانہ خود ابو عبداللہ حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ جو محققانِ اولیاء کرام سے ہیں اور قبلۂ اہل صفاء، قتیل دشتِ کربلا ہیں اور شہزادہ گلگونِ قبا ہیں۔

اس قصہ میں محقّقین صحیح حالات کے ماتحت متفق ہیں کہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ نے اُس وقت تک اُن پر تلوار نہیں اٹھائی جب تک وہ کچھ بھی مائل بحق تھے اور اتباع کی طرف جھکے رہے، جبکہ احقاق حق ان سے مفقود و معدوم ہو گیا، اُن پر شمشیر کھینچی۔ حتیٰ کہ جان عزیز کو فدائے بارگاہِ الٰہی کر دیا اور جب تک جان فدا نہ فرما دی، آپؓ نے آرام نہ فرمایا۔ آپؓ میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریم کے بہت سے ایسے نشان تھے کہ آپؓ کی ذاتِ مقدس ہی اُن نشانوں میں سے مخصوص تھی۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربارِ رسالت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

سیدنا امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو اپنی پشتِ اقدس پر سوار کر رکھا تھا اور ایک ڈوری اپنے دہن مبارک سے نکال کر امام حسین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں دے رکھی تھی اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہانک رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھٹنوں سے تشریف لے جا رہے تھے۔ تو جب مَیں نے یہ شان دیکھی تو عرض کیا:

نِعَمَ الْجَمَلُ جَمَلُکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ۔

''اے ابوعبداللہ آپ نے سواری تو بہت عجیب پائی۔''

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَنِعْمَ الرَّاکِبُ یَاعُمَرُ۔(۱) ''اے عمر! سوار بھی تو بہت اچھے ہیں۔''

اس گفتگو میں بہت لطیف باتیں اور اہل طریقت کے لیے بہت سے رموز ہیں اور عجیب و غریب معاملات ظاہر ہیں۔ انہیں عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

اَشْفَقُ الْاِخْوَانِ عَلَیْکَ دِیْنُکَ۔ ''شفیق ترین تیرا بھائی تیرا دین ہے۔''

اس لیے کہ نجات انسان کی متابعت دین میں ہے اور اس کی ہلاکت مخالفتِ دین میں، تو انسان کو چاہیے کہ اپنے مشفق کے حکم کے ماتحت چلے اور اس کی شفقت کا سایہ اپنے اوپر سمجھے اور اس کی پیروی کے بغیر کسی طرف نہ جائے، اور بھائی وہی ہے کہ نصیحت کرتا رہے اور شفقت و محبت میں اس کا پابند نہ بنے۔

ایک حکایت میں ہے کہ ایک روز ایک شخص حضرت امام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابن رسول اللہ! مَیں غریب و مفلس عیالدار ہوں، مجھے آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آج شب کھانے کا انتظام ہونا چاہیے۔ آپؓ نے فرمایا: بیٹھ جا ہمارا وظیفہ راستہ میں ہے، آجائے تو تجھے دے دیں۔ تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ پانچ تھیلیاں دینار کی لائی گئیں، جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے آئی تھیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ لانے والے نے کہا: حضور! معاویہ معافی چاہتے ہیں اور اُن کی یہ خواہش ہے کہ یہ رقم غرباء میں تقسیم فرما دیں۔ آپؓ نے وہ تھیلیاں اسی سائل کو دے دیں اور معذرت فرمائی کہ تجھے انتظار میں بہت دیر ٹھہرنا پڑا۔ اگر اتنی سی رقم کا مجھے گمان ہوتا تو تجھے اس قدر

۱۔ **نعم الراکب هو یاعمر! (فی روایة عن عمر بن الخطاب** رضی اللہ عنہ **انه رأی أبا عبدالله الحسین بن علی رضی الله عنهما راکب النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **،فقال : نعم الجمل جملک یا ابا عبدالله ! فقال** صلی اللہ علیہ وسلم**......الخ.** یہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی تو نہیں ملی لیکن امام ترمذی نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے: **کان رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم **حاملا الحسین بن علی رضی الله عنهما علی عاتقه، فقال رجل : نعم الراکب رکبت یا غلام ! فقال النبی** صلی اللہ علیہ وسلم**: ونعم الراکب هو :**

حوالہ کے لیے: **مشکوة المصابیح ۳/۱۷۳۹ (کتاب المناقب : باب مناقب اهل بیت النبی** صلی اللہ علیہ وسلم**)**

زحمت کشِ انتظار نہ بناتا۔ ہمیں معاف کر اس لیے کہ ہم اہل بلا سے ہیں اور ہم نے جملہ عیش دنیاوی سے انقطاع کر لیا ہے اور اپنی تمام تمنائیں اور آرزوئیں مٹادی ہیں اور دوسروں کی تمنا پوری کرنے میں عمر وقف کر دی ہے۔

علاوہ اس کے آپ کے بہت سے فضائل ایسے ہیں جو امت کے کسی فرد سے پوشیدہ نہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

انہیں میں سے وارثِ نبوت، چراغ امت، سید مظلوم، امام محروم، زین عباد، شمع اوتاد، ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو اکرم اعبدا اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے گزرے۔

آپ بیانِ حقائق اور انکشافِ دقائق میں لوگوں کے اندر مشہور تھے۔ آپؓ سے لوگوں نے پوچھا: حضور! دنیا و آخرت میں نیک بخت شخص کون ہو سکتا ہے؟ فرمایا:

مَنْ اِذَا رَضِيَ لَمْ يَحْمِلْهُ رِضَاهُ عَلَى الْبَاطِلِ وَ اِذَا سَخِطَ لَمْ يُخْرِجْهُ سَخَطُهٗ مِنَ الْحَقِّ .

''وہ شخص دارین میں نیک بخت ہو سکتا ہے، جب خوش ہو تو باطل پر نہ ہو اور جب غضبناک ہو تو اس کا غصہ اسے حق سے باہر نہ کر دے۔''

اور یہ صفت اُسی میں ہو سکتی ہے جو اپنے اوصافِ کمال میں استقامت حاصل کر چکا ہو، اس لیے کہ رضا بالباطل باطل ہے اور غضبناکی میں حق و صداقت کا ہاتھ سے چلا جانا اور خشمگینی کی حالت میں انصاف کا خون کر دینا بھی باطل ہے اور مومن کامل، باطل کو اختیار کرنے والا کسی حالت میں نہیں بن سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے لختِ جگر حضرت امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کر لیا گیا تو تمام کے شہید ہو جانے کے بعد سوائے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے مخدرات عصمت کی نگرانی کو کوئی نہیں تھا اور آپؓ اس وقت بیمار تھے۔ حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ آپ کو ''علی اصغر'' کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

جب مریم عفتِ پناہ کے قافلہ کو اونٹوں پر سر برہنہ بے پردہ دمشق لایا گیا اور **یزید بن معاویہ عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّ، اَخْزَاهُ دُوْنَ أَبِيْهِ.** کے روبرو پیش کیا گیا تو کسی نے حضرت زین

العابدین رضی اللہ عنہ سے عرض کی:

كَيْفَ اَصْبَحْتُمْ يَا عَلِيُّ وَ يَا اَهْلَ بَيْتِ الرَّحْمَةِ

''اے علی اور اے اہل بیت رحمت! آپ لوگوں نے آج کیسی صبح فرمائی۔''

آپؓ نے فرمایا:

اَصْبَحْنَا فِيْ قَوْمِنَا بِمَنْزِلَةِ قَوْمِ مُوْسٰى مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَائَهُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَائَهُمْ فَلَا نَدْرِيْ صَبَاحَنَا بَيْنَ مَسَائِنَا وَ هٰذَا مِنْ حَقِيْقَةِ بَلَا ئِنَا .

''ہماری صبح ہماری قوم کے ظلم و جور سے ایسے ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی صبح ظلمِ فرعون سے ہوئی کہ قومِ موسیٰ علیہ السلام کے بچوں کو ذبح کرتے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم اس وقت اپنی صبح کو شام کے مابین نہیں جانتے۔ ہمارے امتحان و ابتلاء کی یہ حقیقت ہے اور ہم اپنے ربّ ذوالجلال کا شکر ہر حال میں بھی ادا کر رہے ہیں اور اس کے امتحان پر صبر کر رہے ہیں۔''

ایک حکایت میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان ایک سال حج کے لیے آیا اور طوافِ بیت اللہ سے فارغ ہو کر استلام حجر اسود کو چلا، مگر انبوہِ خلق کی وجہ سے اُسے راستہ نہ ملا، خدامِ عرب نے اس کے لیے کرسی لگا دی۔ وہ بیٹھا اور خطبہ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو آپؓ کے روئے انور سے چاند کی طرح روشنی پھیل رہی تھی اور رخسارۂ مبارک سے نور تاباں تھا اور لباس معطر کے عطر بیزی سے راستہ مہک گیا، اوّل آپؓ نے طوافِ بیت فرمایا پھر جبکہ آپؓ حجر اسود کے پاس پہنچے تو لوگوں نے آپؓ کو تشریف لاتے دیکھ کر تعظیمًا راستہ صاف کر دیا اور آپؓ با آسانی حجر اسود کے بوسہ کو تشریف لے گئے۔۔۔۔ ہشام آپ کی یہ ہیبت اور سطوت دیکھ رہا تھا۔۔۔ ایک شامی نے ہشام سے پوچھا: اے امیر المؤمنین یہ عزت اور عظمت والا کون ہے کہ تجھے حجر تک لوگوں نے راستہ نہ دیا، حالانکہ امیر المؤمنین تُو ہے اور یہ جوان رعنا حسین و جمیل کون ہے کہ وہ جب آیا تمام لوگ حجر اسود سے ایک طرف ہٹ گئے اور صرف اُس کے لیے راستہ حجر اسود خالی کر دیا؟ ۔۔۔۔ ہشام اگرچہ جانتا تھا مگر محض اس خیال سے کہ شامی لوگ انہیں پہچان کر ان کے ساتھ عقیدت نہ کر لیں اور اس کی امارت و ریاست میں کہیں فرق نہ آ جائے، کہنے لگا: مَیں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔

۔۔۔۔اتفاقاً فرزدق شاعر وہاں کھڑا تھا۔ کہنے لگا: ہشام! تو نہ جانتا ہوگا مگر مَیں انہیں خوب جانتا ہوں ۔۔۔۔شامیوں نے کہا: ابو فارس! بتا، یہ کون ہیں تا کہ ہم معلوم کر سکیں کہ اتنی شان وشکوہ والا جوان آخر کون ہے؟ ۔۔۔۔فرزدق نے کہا: لوسنو! میں ان کے صفاتِ جمیلہ تمہیں سناتا ہوں۔۔۔۔پھر برجستہ فرزدق نے یہ اشعار آپ کی مدح میں سنائے:

قصیدہ فرزدق ابو فارس:

(جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی مدح میں ہشام کے سامنے سنایا تھا)

هٰذَا الَّذِیْ تَعرِفُ الْبَطْحَاءِ وَطْأَتَهٗ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُهٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

''یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی آہٹ سرزمین بطحا جانتی ہے اور ان کے منصب جلیل کو کعبہ جانتا ہے اور حل وحرم واقف ہے۔''

هٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰهِ کُلِّهِمْ هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ الْعَلَمُ

''یہ لختِ جگر ہے اس ہستی پاک کا جو اللہ کے بندوں میں سب سے افضل ہے، یہ خود پرہیزگار، پاکباز اور پاک باطن دنیا میں مشہور ہے۔''

هٰذَا ابْنُ فَاطِمَةَ اِنْ کُنْتَ جَاهِلَهٗ وَبِجَدِّهٖ اَنْبِیَاءُ اللّٰهِ قَدْ خُتِمُ

''اچھی طرح پہچان لے یہ نورِ نظر سیدہ زہرا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کا ہے، اگر تو ان سے بے خبر ہے اور یہ وہ ہے جس کے جدِ امجد کی بعثت پر اللہ کے تمام نبیوں کی تشریف آوری ختم ہے۔''

یَنْمِیْ اِلٰی ذِرْوَةِ الْعِزِّ الَّتِیْ قَصُرَتْ عَنْ نَیْلِهَا عَرَبُ الْاِسْلَامِ وَالْعَجَمُ

''اُنہوں نے وہ بلند مقام حاصل فرمایا جس کے مساوی عزت حاصل کرنے سے قاصر ہیں عرب وعجم کے تمام مسلمان۔''

اِذَا رَأَتْهُ قُرَیْشٌ قَالَ قَائِلُهَا اِلٰی مَکَارِمِ هٰذَا یَنْتَهِی الْکَرَمُ

''جب قبائل قریش ان کی رفعتِ شان دیکھتے ہیں تو پرکھنے والا کہہ دیتا ہے ان کے منصبِ جلیل تک اعزاز ومناقب ختم ہو جاتے ہیں۔''

مَنْ جَدُّهٗ دَانَ فَضْلُ الْاَنْبِیَاءِ لَهٗ وَفَضْلُ اُمَّتِهٖ دَانَتْ لَهُ الْاُمَمُ

''یہ وہ ہیں جن کے جدِ امجد کے منصب کے آگے تمام انبیاء نیچے ہیں' اور یہ وہ ہے کہ ان کی اُمتیوں کی فضلیت سے تمام اُمتیوں کی فضلیت کم ہوگئی۔''

یَنْشَقُّ نُوْرِ الدُّجی عَنْ نُّوْرِ طَلْعَتِہٖ ‏ کَا لشَّمْسِ یَنْجَابُ عَنْ اِشْرَاقِهَا الظُّلَمْ

''ان کی وجہِ منیر کے ظہور سے ہدایت کے انوار پھیل گئے، جیسے سورج کی روشنی سے ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔''

یَـکَـادُ یُـمْسِکُـهٗ عِـرْفَـانَ رَاحَتِکَهٗ الْـحَطِیْمِ اِذَامَـا جَـآءَ یَسْتَلِمْ

''شاید ان کے دستِ اقدس کی ہتھیلی کی خوشبو کو جمع کر لیا ہے رکن حطیم نے، جبکہ وہ حجر چومنے آئے۔''

یُـغْـضِـیْ حَیَـاءً وَّ یُـغْـضِـیْ مِـنْ مُّهَـابَتِـهٖ مَـا یُـکَـلِّـمُ اِلَّا حِیْـنَ یَتَبَسَّـمْ

''حیاء ایمانی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور لوگوں کی آنکھیں ان کی مہابتِ شان سے بند ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان سے کلام صرف اس وقت کیا جا سکتا ہے جب وہ تبسم ریز لہجہ میں ہوں۔''

فِـیْ کَـفِّـهٖ خِیْـزَرَانَ وَ رِیْـحُهَـا عَبَقٌ ‏ مِـنْ کَفِّ اَرْوَع فِـیْ عِـرْنِیْـنِـهٖ شَـمَـمْ

''اُن کے دست نوری میں خزران کی چھڑی ہے اور اس کی مہک اُڑ رہی ہے اور وہ ایسے کے ہاتھ میں ہے جو بہت اونچی ناک والا سردار ہے۔''

مُشْتَـقَّةٌ عَـنْ رَّسُوْلِ الـلّٰـهِ یَـنْـعِتَـهٗ ‏ طَـابَـتْ عَـنَـاصِـرُهٗ وَ الْخَیْمُ وَ الشِّیَمْ

''یہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذات سے مشتق ہے اور اس کی تعریف جہان کر رہا ہے۔ اس کا عنصری وجود ہی پاک ہے اور اس کی خصلتیں اور عادتیں بھی پاک ہیں۔''

فَـلَیْـسَ قَـوْلُکَ مَنْ هٰـذَا بَـضَـائِرَةٌ ‏ اَلْـعَـرُبُ تَـعْـرِفُ مَنْ اَنْکَرْتَ وَالْعَجَمْ

''تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے ان کو نقصان نہیں دے سکتا، اس لیے کہ انہیں عرب جانتا ہے اور جس سے تو نے تجاہلِ عارفانہ کیا، اسے عجم جانتا ہے۔''

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا تَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوْهُمَا الْعَدَمُ

''ان کے دونوں ہاتھ ایسے برستے ہوئے بادل ہیں جن سے عام نفع ہے، ہر ایک کے ساتھ وہ ہاتھ اعانت کرتے ہیں اور اُن پر اس صفت کا عدم نہیں آتا۔''

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ عَنْهُ الْغِيَابَةُ وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

''محسن عالم ہیں اپنے احسانات کے ساتھ اور ان کی شان جو ان کی وجہ میں ہے پراگندہ ہوچکی ہیں گمراہی، محتاجی اور ظلم کی اندھیریاں۔''

لَا يَسْتَطِيْعُ جَوَادٌ بَعْدَ غَايَتِهِمْ وَلَا يُدَانِيْهِمْ قَوْمٌ وَّإِنْ كَرُمُوْا

''دنیا کا کوئی سخی ان کی منتہاءِ سخاوت کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا، اور کوئی قوم کا بڑا ان کی برابری نہیں کرسکتا اگرچہ وہ اپنی قوم میں معزز ہو۔''

هُمُ الْغُيُوْثُ إِذَا مَا أَزْمَةٌ أَزَمَتْ وَالْأُسْدُ أُسْدُ الشَّرٰى وَالْيَاسُ مُحْتَدَمُ

''قحط سالی میں یہ موسلا دھار بارش ہیں جبکہ وہ قحط سخت ہو چکا ہو اور شیر ہیں سخت گرم ایام اور انتہائی مایوسی میں۔''

سَهْلُ الْخَلِيْقَةِ لَا يُخْشٰى بَوَادِرُهُ يَزِيْنُهُ اثْنَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ وَالشِّيَمُ

''نہایت نرم دل ہیں، حتیٰ کہ ان کے غصہ سے بھی خوف زدہ نہیں ہوتا بہ سبب اس کے کہ یہ دو صفتوں، حسنِ خلق اور حسنِ خصلت سے مزیّن ہیں۔''

مِنْ مَّعْشَرٍ حُبُّهُمْ دِيْنٌ وَّ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَّ قُرْبُهُمْ مَنْجًا وَّ مُعْتَصَمُ

''یہ اس گھرانہ سے ہیں جس کی محبت عین دین ہے اور ان سے بغض کرنا کفر اور ان کا قرب مقامِ نجات ہے اور قلعۂ محافظت۔''

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقٰى كَانُوْا أَئِمَّتَهُمْ أَوْ قِيْلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيْلَ هُمُ

''اگر زمانہ کے متقی گنے جائیں تو سب ان کے متبع ہوں گے۔ اگر پوچھا جائے کہ روئے زمین میں سب سے افضل کون ہے، تو کہا جائے گا یہی ہیں۔''

سِيَّانِ ذٰلِكَ إِنْ أَثْرَوْا وَإِنْ عَدِمُوْا لَا يَقْبِضُ الْعُسْرُ بَسْطًا مِّنْ أَكُفِّهِمِ

''اُس کا ہاتھ کبھی عطا کرنے سے نہیں رکتا خواہ تنگی ہو، برابر ہے ان کے لیے خواہ دولت ہو یا

نہ ہو۔''

اَللّٰہُ فَضَّلَہٗ قِدَمًا وَّ شَرَّفَہٗ جَرٰی بِذَاکَ لَہٗ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمُ

''اللہ نے فضلیت بخشی ہمیشہ سے اور شرف تام عطا فرمایا اور ان کے اکرام کا حکم لوح و قلم میں جاری ہو چکا۔''

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِکْرِ اللّٰہِ ذِکْرُہُمْ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ مَخْتُوْمٌ بِہِ الْکَلِمُ

''اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر ہی ہے، ہر دن، اور اس کے علاوہ ہر کلام پر مہر لگ گئی ہے۔''

مَنْ یَّعْرِفُ اللّٰہَ یَعْرِفُ اَوَّلِیَّۃَ ذَا فَالدِّیْنُ مِنْ بَیْتِ ہٰذَا نَالَہُ الْاُمَمُ

''جو اس ہستی الٰہی کو جانتا ہے ان کی فضلیت کو بھی جانتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دین ان کے گھر سے امت نے حاصل کیا۔''

اَیُّ الْقَبَائِلِ لَیْسَتْ فِیْ رِقَابِہِمْ لِاَوَّلِیَّۃِ ہٰذَا اَوْلَہٗ نِعَمُ

''عرب کا کونسا قبیلہ ہے جس کی گردن میں نہ ہو ان کی بزرگی کا قلادہ، یا اس کے لیے ان کے گھر سے نعمتیں نہ پہنچی ہوں۔''

اور اس کے مثل چند اور بیت فرزدق نے کہے اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم کی تعریف اتنی زیادہ کی کہ ہشام غضبناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ اسے عسفان میں قید کیا جائے۔عسفان مکہ و مدینہ کے پاس ایک مقام ہے (جہاں ایک کنواں ہے جس میں قیدی بند کیے جاتے تھے)۔

اس واقعہ کی خبر لوگوں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر دی۔آپؓ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بطور عطیہ بھیجے اور فرمایا:

''اُسے کہنا ابو فارس! ہمیں معاف کرے کہ ہم لوگ اس وقت امتحان و ابتلاء میں ہیں، اس ہدیہ سے زائد اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا جو کچھ زائد عطا فرماتے۔''

فرزدق نے وہ درہم نقری واپس کیے اور کہلوایا کہ حضور قسم بخدا! زر و سیم کے لالچ میں بادشاہ و امراء کے دربار میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں مگر وہ محض دروغ بیروغ ہی تھا، مگر یہ قصیدہ جو مَیں نے کہا ہے یہ محض اپنے گناہوں کے کفارہ کے لیے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے لیے لکھا ہے۔

جب یہ پیغام حضور زین العابدین رضی اللہ عنہ کو ملا، آپ نے حکم دیا کہ درہم واپس لے جاؤ اور

اُسے کہو کہ ابو فارس! اگر ہمیں دوست رکھنا ہے تو ایسا نہ کر، اس لیے کہ ہم جو چیز کسی کو عطا فرمادیں وہ واپس نہیں لیا کرتے تو بتعمیل حکم فرزدق نے وہ عطیہ قبول کیا۔

اور درحقیقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں جو فرزدق نے کہے۔ ان کا جمع کرنا امکان میں نہیں۔

حضرت امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ:

اسی گھرانہ سے حجتِ اہل معاملت، برہانِ اربابِ مشاہدت، امامِ اولادِ نبی، برگزیدۂ نسل علیؑ حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الباقر رضی اللہ عنہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آپؓ کی کنیت بھی ''ابوعبداللہ'' تھی اور آپ کا لقب ''باقر'' تھا۔ آپؓ بیان علوم دقیقہ اور لطائف اشارات میں قرآن کریم کے ساتھ خصوصیت سے مشہور ہیں۔ آپؓ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں اور آپؓ کے بہت سے نشانات اور دلائل انور معروف ہیں۔

آپؓ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے آپ کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اس نیت سے بلوایا کہ جب یہاں آجائیں تو انہیں شہید کر دیا جائے۔ آپؓ بلاخوف وخطر اس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب آپؓ اس کے قریب پہنچے تو اُس نے معذرت کی اور کچھ ہدیہ پیشکش کیا اور بڑے ادب واحترام سے واپس کیا۔ حاضرین دربار نے خلافِ توقع عمل دیکھ کر کہا کہ جہاں پناہ نے تو امام کو شہید کرنے کی نیت سے بلایا تھا، لیکن جب وہ تشریف لے آئے تو اور طرح برتاؤ کرتے دیکھا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ بادشاہ کہنے لگا کہ جب وہ میرے قریب آئے تو مَیں نے دیکھا کہ دو شیر اُن کے دائیں بائیں کھڑے ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے ان کے قتل کا ارادہ بھی کیا تو ہم تجھے ہلاک کر دیں گے

حضرت امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپؓ نے آیۂ کریمہ:

﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ﴾(۱)

کی تفسیر میں فرمایا:

كُلُّ مَنْ شَغَلَكَ عَنْ مُّطَالَعَةِالْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوْتُكَ ،

''ہر وہ چیز جو تجھے مطالعۂ حق سے باز رکھے وہ ہی تیرا بت ہے۔''

تو خیال رکھ کہ کیا چیز تجھے حق سے محجوب رکھتی ہے اور کس چیز کی وجہ سے تجھے حق سے بُعد ہوا۔ اُسی کو

۱۔ سورة البقرة:۲۵٦

ترک کردے تاکہ تو مرتبۂ کشف میں پہنچے اور بارگاہِ تقرب سے ممنوع ومجوب نہ رہے اور جو ممنوع ہے اُسے یہ زیبا نہیں کہ وہ دعویٰ تقرب کرے۔

آپؒ کی خصوصیات میں ایک روایت ہے کہ آپؒ کچھ رات گزر جانے کے بعد اپنے معمولات سے فارغ ہو جاتے تو با آواز بلند الفاظ میں یوں دعا فرماتے:

''اے میرے ربّ! اے میرے مالک! رات آ گئی ہے اور بادشاہوں کی حکومت انجام کو پہنچ گئی۔ ستارے آسمان پر ظاہر ہو گئے اور سب لوگ ایسے سو گئے ہیں کہ گویا ناپید ہو گئے۔ آدمیوں کی آوازیں بند ہیں اور ان کی آنکھیں مچی ہوئی ہیں اور تمام بنی اُمیّہ آرام میں ہیں۔ اُن کے دروازوں پر پاسبان بیٹھے ہوئے ہیں اور بنی اُمیّہ کے دربار بند پڑے ہیں اور ان کی ڈیوڑھیوں پر دربان لگے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کی خواہشات ان سے وابستہ تھیں وہ اس وقت چھوڑ چکے ہیں۔

اے میرے اللہ! تو زندہ و پائندہ، بینندہ و دانندہ ہے۔ اونگھ اور نیند سے تو مبّرا ہے۔ جو تجھے اونگھنے سونے والا جانے وہ تیری نعمتوں سے محروم ہے۔ الٰہی! تو وہ ہے کہ کوئی تجھے تیرے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا اور رات دن میں کسی ساعت تیری صفتِ بقا میں خلل نہیں آ سکتا۔ تیرا درِ رحمت کشادہ ہے۔ اس پر تجھے جو پکارے تیرے خزانۂ بخشش اُس پر فدا ہیں۔ جو تیری ثناء میں رطب اللسان ہو، تو مالک الملک ہے کہ سائل کا رَدّ کرنا تجھے روا نہیں۔ جو مومن تیری درگاہ میں سوال کرے تو سائل کو تو روکنے والا نہیں خواہ وہ مخلوق ارضی ہو یا سماوی۔ الٰہی! جب میں موت اور قبر کا خیال کرتا ہوں اور حساب کا تصور آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ تیری حضوری کے مقابل دنیا کی کس چیز سے سکون پکڑا جائے۔ جب ملک الموت کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ کس طرح دنیا سے تعلق رکھوں تو مَیں تجھ سے عرض پیرا ہوں اس لیے کہ تر دامن ہوں اور تجھ سے تجھی کو چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ جب تجھے پکارتا ہوں، دل میں سکون محسوس کرتا ہوں۔ الٰہی! مجھ پر کیفیتِ مرگ بے عذاب نازل کر اور زندگیٔ اُخروی میں حساب بے عذاب لے کر مجھے عزت دے۔''

یہ سب کچھ فرما کر اس قدر گریہ فرماتے کہ صبح ہو جاتی۔

ایک شب مَیں نے عرض کی کہ اے میرے سردار! میرے ماں باپ کے سردار! کب تک آپ روتے رہیں گے اور کب تک یہ خروش رہے گا۔ آپؓ نے فرمایا:

''بھائی! یعقوب علیہ السلام کا صرف ایک یوسف گم ہوگیا تھا تو اتنے روئے کہ چشم مبارک سپید ہوگئیں اور مَیں نے اپنے اٹھارہ آدمی معہ باپ یعنی امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ اور شہداءِ کربلا کو اپنے سے گم کیے ہیں تو اس وقت تک میں گم ہی رہوں گا، جب تک اُن کی جدائی میں روکر آنکھیں سپید نہ کرلوں۔''

یہ مناجات عربی میں نہایت فصیح ہیں۔ مگر بخوف طوالت اس کے معنی ہی فارسی میں نقل کیے گئے تا کہ مکرر نہ ہو جائے۔ انشااللہ کسی دوسری جگہ اس اصل کو بھی نقل کریں گے۔

حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ:

انہیں میں سے سیفِ سنت، جمال طریقت، معبر اہلِ معرفت، مزین اہلِ صفوت ابوجعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔

آپؓ نہایت بلند خیال اور پسندیدہ سیرتوں سے مزین تھے اور سریر امامت کی رونق دینی میں آپ موزوں تھے۔ آپؓ کے اشاراتِ جمیلہ تمام علوم میں مشہور ہیں اور معانی دقیقہ میں آپ کی تقریر مسلّم تھی۔ مشائخ کرامؒ میں آپ کو لطائف کلام اور حقائق طریقت میں خاص درجہ حاصل ہے۔ بیان طریقت میں آپ کی تصنیفات مشہور ہیں۔ آپؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا:

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ اَعْرَضَ عَمَّا سِوَاہُ.

''جس نے اللہ کو جان لیا وہ ماسوی اللہ سے علیحدہ ہوگیا۔''

یعنی عارفِ الٰہی وہی ہے جو معرض از غیر اور منقطع از علل واسباب ہو جائے، اس لیے کہ اللہ کی معرفت یہی ہے کہ غیر خدا کے ساتھ اجنبی ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ عرفانِ مخلوقات اور اس کی فکر سے اپنے آپ کو جدا رکھتے اور اپنے ربّ سے ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کے دل میں غیر کی ایسی قدر ومنزلت نہیں کہ اُس کی طرف متوجہ ہوں اور نہ وجودِ غیر سے انہیں کچھ خطرہ ہوتا ہے اس لیے کہ وہ ذکر غیر کے لیے اپنے دل میں جگہ نہیں رکھتے۔

ایک روایت میں حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے یوں بھی مروی ہے کہ آپؓ نے فرمایا:

لَا تَصِحُّ الْعِبَادَۃُ اِلَّا بِالتَّوْبَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدَّمَ التَّوْبَۃَ عَلَی الْعِبَادَۃِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ....﴾" (۱)

''عبادت بغیر توبہ کے صحیح نہیں حتیٰ کہ خود حضرت عز مجدہٗ وعز اسمہٗ نے عبادت پر توبہ کو مقدم کیا۔ اس لیے کہ توبہ عبادت کی ابتدا ہے اور عبودیت اس کی انتہا۔''

چنانچہ جہاں اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کا ذکر نہیں کیا تو انہیں بھی توبہ کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾(۲)

''اللہ کی طرف اے مسلمانو! توبہ کرو تا کہ تم فلاح یافتہ ہو جاؤ۔''

اور جہاں سید اکرم تاجدارِ عرب وعجم کو یاد فرمایا وہاں بھی ﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾ (۳) کہا تو گویا مقامِ عبودیت منتہاءِ کمال کا نام ہے۔

ایک حکایت میں ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا ابن رسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، اس لیے کہ میرا دل سیاہ ہو چکا ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ابو سلیمان! (حضرت داؤد طائی کے صاحبزادے کا نام سلیمان تھا) آپ اس زمانے کے بڑے زاہدوں میں سے ہیں، آپ کو میری نصیحت کی کیا ضرورت ہے؟۔۔۔عرض کی، اے فرزندِ رسول! آپ کو اللہ نے سب پر فضیلت بخشی ہے، آپ پر نصیحت کرنا واجب ہے۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو سلیمان میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں بروزِ قیامت میرے جدامجد مجھے یہ نہ فرمائیں کہ تو نے ہماری اطاعت کا حق کیوں ادا نہیں کیا، اس لیے کہ یہ کام نسب کی نسبت سے صحیح نہیں اترتا، یہ کام عمل کے اوپر موقوف ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائیؒ رو پڑے اور کہنے لگے، الٰہی! جن ہستیوں کا خمیر آبِ نبوت سے ہو اور جن کی ترکیب طبعی اصول دین پر اور برہان و حجت قرآن سے ہو، جس کے دادا شفیع المذنبین ﷺ ہوں، جن کی ماں حضرت زہرا بتول رضی اللہ عنہا ہوں وہ اس خوفِ حیرانی میں رکھے گئے ہیں اور اپنے اعمال کا اس شان سے محاسبہ کر رہے ہیں تو پھر داؤد طائی کس شمار میں ہے اور وہ اپنے اعمال وعبادات پر کیا فخر کرے!!

ایک روایت میں ہے کہ ایک روز حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے احباب خدام میں تشریف فرما تھے تو آپؓ نے سب سے فرمایا: آؤ! ہم تم آپس میں بیعت کر لیں اور اس امر کا عہد کر لیں کہ جسے اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت رستگاری عطا فرمادے وہ سب کی شفاعت کرے۔ سب نے

۱۔ سورۃ التوبۃ:۱۱۲ ۲۔ سورۃ النور:۳۱ ۳۔ سورۃ النجم:۱۰

عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ! اس عہد کی اسے حاجت ہے جو محتاجِ شفاعت ہو، آپ کو ہماری شفاعت کی کیا پرواہ ہے! آپ کے جد امجد شفیع مجرمان خلائق ہیں ۔آپ نے فرمایا: میں اپنے اعمال پر شرماتا ہوں اور اپنے نفس کے عیبوں پر نظر کر کے ڈرتا ہوں کہ بروز قیامت جد امجد ﷺ کے حضور کس طرح منہ دکھاؤں گا۔

یہ ہے وہ کمالِ خاص جو عارفِ کامل کو حاصل ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفس کے عیبوں پر نظر رکھتا ہے۔ یہ صفت اوصافِ کمالیہ سے ہے۔

اور تمام متمکنان الٰہی یعنی نبی ، ولی ،غوث ،قطب سب کے سب اسی اصول پر قائم ہیں۔

چنانچہ حضور سید یوم النشور ﷺ نے فرمایا:

اِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهٗ بِعُيُوبِ نَفْسِهٖ۔(۱)

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ ارادۂ خیر فرماتا ہے تو اسے عیوبِ نفس کے لیے چشمِ بینا عطا فرماتا ہے۔''

اور جو اَز رُوئے تواضع اپنا سر بارگاہِ حق میں جھکاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مراداتِ دارین پوری فرماتا ہے۔

اب اگر ہم تمام مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہم بیان کریں اور ہر ایک کے فضائل مفصل بتائیں تو یہ کتاب اس کی متحمل نہیں ۔لہٰذا ان کے لیے جن کی عقل خلعتِ ادراک سے مزین ہے اور جو مریدانِ خاص ہیں، اسی قدر کافی ہے اور منکر کے لیے بھی، اگر سمجھنا چاہے تو کم نہیں۔

اب اگر ہم اصحابِ صفہ رسول کریم **علیہ التحیة والتسلیم** کا تذکرہ بہ سبیل ایجاز و اختصار کرتے ہیں اور فضائل اہل بیت میں علی التفصیل ایک کتاب مسمی **''منہاج الدین''** ہم نے تالیف کی ہے، جس میں ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ فضائل درج ہیں ۔اس جگہ تو ہم نے محض اسمائے کنیت پر ہی اکتفا کیا ہے تا کہ پڑھنے والے کا مقصود معلومات حاصل ہو جائے۔

۱۔ اس حدیث پاک کو امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔
(کتاب اللمع، ص:۱۳۹، احیاء علوم الدین ۲۲۳/۵)